

مجنون

مجھ سے بے شک ہوئی یہ حاقد
زندگی بھر رہے گی خجالت

گھر میں جانے کے قابل نہیں میں
منہ دکھانے کے قابل نہیں میں

حکم تعزیر فرمائیے اب
عفوٰ تقصیر فرمائیے اب

عبدالله

اس میں کیا تیری تقصیر پیارے
یہ بھی تھا حکم تقدیر پیارے

اس بڑھاپے میں یہ دکھ آٹھاؤں
ٹھوکریں کوہساروں میں کھاؤں

جو ہوا اُس پہ اب خاک ڈالو
ساتھ میرے چلو اپنے گھر کو

چل کے شادی وچاؤں تمہاری
اب دلہن بیاہ لاؤں تمہاری

تیسرا سین - دیوان خانہ عبدالعزیز پدر لیلائی

(عبدالله مجنون کے لیے لیلائی کی خواست گاری کو جاتا ہے)

عبدالله

مریٰ^۱ التجا تم سنو چھوٹے بھیا
غلامی میں لو قیس کو چھوٹے بھیا

۱۔ صنف کلام مشنوی (خطابی) بجز مقابر واقف سالم - وزن :
فعولن فعولن فعولن دوبار - قصہ شاعر : ایک صورت اس گفتگو
کی جو ایسے موقعوں پر ہوا کری ہے -

نہ اب قیس میرا نہ لیلی تمہاری
 یہ بیٹا تمہارا وہ بیٹی ہماری
 خدا نے دیا عمر بھر میں یہ بیٹا
 یہ سمجھو تو ہے سارے گھر میں یہ بیٹا
 یہی ہے ریاست کا مختار بھائی
 یہی قوم عامر کا سردار بھائی

عبدالعزیز

بجا ہے یہ ارشاد اے بھائی صاحب !
 سوا اس کے اب کون ہے بھائی صاحب
 یہ نسبت بہت روز سے دل نشین ہے
 مگر کیا کروں میرا قابو نہیں ہے
 نہیں ماں کو لیلی کی منظور بھائی
 اسی سے ہوا میں بھی مجبور بھائی
 کئی بار یہ تذکرے آ چکرے ہیں
 ہر اک طرح سب اس کو سمجھا چکرے ہیں
 نہیں مانتی وہ کسی کا بھی کہنا
 بس اب اس میں لازم ہے خاموش رہنا

عبدالله

یہ تکرار تم کو مناسب نہیں ہے
 یہ انکار تم کو مناسب نہیں ہے
 یہ سمجھو کہ پاس قرابت بھی ہے کچھ
 قرابت نہ سمجھو حمیت بھی ہے کچھ
 بڑے بھائی کی التجا کو تو مانو
 نہ مانو کسی کو خدا کو تو مانو

نہیں ابسرے، بھاہی کے کہنے میں ہو تم
 جو ہو بات دل میں وہ منہ سے کہو تم
 اگر مہر پر کچھ ہو تکرار بھائی
 تو ہر طرح سے ہوں میں تیار بھائی
 مرا مال و املاک دولت لکھا لو
 مری جائیداد اور ریاست لکھا لو

عبدالعزیز

زیادہ نہ محجوب فرماؤ بھائیا
 نہیں اس کی ماں کو یہ منظور اصلاح
 بغیر اس کی مرضی کے نمکن نہیں ہے
 کسی طرح یہ مجھ سے نمکن نہیں ہے
 نہ کچھ باغ سے ہم کو مطلب نہ گور سے
 نہ کچھ مال سے ہم کو مطلب نہ درسے
 کسی طرح سے بھی جو منظور ہوتا
 تو کچھ مہر کا اس میں مذکور ہوتا

عبدالله

نہ منظور ہونے کا آخر سبب کیا؟
 وہ مطلب نہیں ہے تو پھر ہے طلب کیا؟
 تو کچھ ہے براٹی حسب اور نسب میں
 لحاظ اس کا ہوتا ہے قوم عرب میں

عبدالعزیز

نہیں ذات میں یہی کسی طرح کم تم
 کہ ہیں ایک دادا کی اولاد ہم تم

نہیں کچھ حسب اور نسب میں براہی
کہ آخر جو تم ہو وہی ہم ہیں بھائی

عبدالله

کسی طرح کی جب نہیں ہے براہی
نہ یہ ہے نہ وہ تو پھر کیا ہے بھائی؟
بس اب وجہ انکار تم صاف کہہ دو
جو آئی ہو دل پہ آسے منہ پہ رکھو
بھلا فائدہ کیا ہے اس گومگو سے
مرا دم الجھتا ہے اس گومگو سے

عبدالعزیز

نہ کھوائیں صاف اب مجھ سے خضرت
کہ یہ امر ہو گا خلاف طبیعت
اگر قیس کے ہوتے اطوار اچھے
و یا پائے جاتے کچھ آثار اچھے
بھتیجے کے ہوتے کسرے بیٹی دیتا
”نہیں“ کا کبھی نام بھی میں نہ لیتا
نہیں بات میں اس کی منجدگی کچھ
طبیعت میں ہے اس کی شوربندگی کچھ
کیا میری بیٹی کو رسوا، یہ کیا تھا
مجھے تو کہیں کا نہ رکھا، یہ کیا تھا
یہ بے ہودہ سودا جو سر میں مہایا
بزرگوں کا بھنی دھیان دل میں نہ آیا

چچا کی یہ حرمت ہے ، یہ بھی نہ سمجھا
گھرانے کی عزت ہے ، یہ بھی نہ سمجھا
سمجھئے اگر تو یہ صدمہ نہیں کم
بھی نا ، بھتیجا تھا چپ ہو رہے ہم
ابھی سے جو یہ عاشقی کا مزا ہے
تو پھر آگے چل کر خدا ہی خدا ہے
یہ آوارگی ہو طبیعت میں جن کی
بھلا آن کو کس طرح دے کوئی بیٹی
عبدالله

عبدت قیس سے تم کو ہے بد گانی
مناسب نہیں ہے یہ نا مہربانی
محبت بھی ہے کوئی تقصیر بھائی
اگر ہو تو کیا آس کی تعزیز بھائی
محبت بھی وہ ، پاک ہو جو محبت
کہ بچوں کو ہوئے ہے ایسی ہی آلفتہ

چوتھا سین - دیوان خانہ عبد اللہ

(عبدالله قیس کو خبر ما یوسی سناتا ہے)

عبدالله

ھائے^۱ کیا حال ہوا غم سے تمہارا ، اے قیس !
دھیان لیلنی کا بس اب چھوڑو خدا را ، اے قیس !

۱- صنف کلام - غزل خطابی - بحر رمل واقع مخبون مسکن مقصود
یا مخدوف - وزن : فاعلاتن فعلاتن فعلاتن دوبار اور رکن آخر جہاں
مخدوف ہے ، فعلن - قصد شاعر : اظہار ما یوسی کے ساتھ تسلی دینا -

کتنا سمجھایا کیئے ہم پدر لیلیٰ کو
پر نہیں مانتا کہنا وہ ہارا اے قیس !
رحم ہے دل میں نہ کچھ خوف خدا ہے اس کو
ہے چچا کو ترا سب رنج گوارا اے قیس !
چھوٹے بھائی نے نہ مانا مرا کہنا افسوس
مجھے کو ہم چشمون کی نظروں سے اتارا اے قیس !
اس کی بیٹی پہ ہے کیا زور ہارا بیٹا
تو تمہی کہہ دو کہ کیا بس ہے ہارا اے قیس !
کیا کمی تم کو کہ ہیں اور حسین ایک سے ایک
دھوم سے کرتے ہیں اب بیاہ تمہارا اے قیس

قیس

تذکرہ اس کا نہ اب کیجیئے آپ اے بابا !
دل کو صدمہ نہ مارے دیجیئے آپ اے بابا !
مجھے کو شادی سے مروکار نہیں ہے بالکل
نام بھی اس کا نہ اب لیجیئے آپ اے بابا !
رسم شادی کی تو آئین محبت میں نہیں
ذکر اس بات کا کیا جو مری قسمت میں نہیں
چھوڑ دو مجھے کو مارے حال پہ اب اے بابا !
تم یہ سمجھو کہ یہ تھی مرضی رب اے بابا !
ایسے بیمار تو دیکھئے نہیں اچھے ہوتے
میری تقدیر میں ہے رنج و تعب اے بابا !
میں وہ بیمار ہوں جینے کی مارے آس نہیں
جز نہ، و یاس کوئی آس کوئی باس نہیں

۱۔ ترکیب بند ، بحر رمل واقع مخبوں مسکن مقصود یا مخذول - وزن :
فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلم (یا فعلان) دوبار - قصد شاعر : اظہار یہ مر و نعم
حجاب کے ساتھ -

(دل میں)

دم قدم سے مرے آباد ہے ویرانہ غم
میرے باعث سے ہوئی رونق کاشانہ غم
مجھے کو شادی نہیں منظور کہ غم دوست ہوں میں
کوئی دن زیست کے ہیں میں ہوں اور افسانہ غم
ہاں خوشی یہ ہے کہ میری اجل آنے کو ہے
اب تو کچھ دیر نہیں آج کل آنے کو ہے

(عبدالله و ملازم جاتے ہیں ، قیس کا دوبارہ صحراء کو چلے جانا)

(دل میں)

شوق کہتا ہے کہ چل کوچہ جانان کی طرف
یاس کھینچ لیتے جاتی ہے بیباں کی طرف
(نهايت اضطرار میں)

کیسی آفت میں مقدر نے پھنسایا ہے مجھے
(گریبان پھاڑ کر)

ہاتھ کیوں کر نہ بڑھے میرا گریبان کی طرف
(آہستہ آہستہ چلنا)

راستہ دشت کا اے وحشت دل ! تو ہی بتا
کس کے کہنے پہ چلوں حسرت دل تو ہی بتا
راستہ تو ہی بتا دے مجھے اے حیرت دل !
کوچہ یار میں لے چل تو ہی اے حسرت دل !
(ذرا ٹھہر کے) .

کیوں نہ ہو پاس مجھے یار کی رسوانی کا
(پھر جلد جلد قدم انہا کے)

وادی، نجد میں لے چل مجھے اے وحشت دل !

اکثر آئی ہے وہاں کوچہ لیلی کی ہوا
اور لے جائے کہاں کوچہ لیلی کی ہوا
پانچھواں سین۔ خواب گاہ لیلی

لیلی

اے' فلک دل دکھانا ہے برا ، آہ
دیکھہ ہم کو ستانا ہے برا ، آہ
قیس کے وصل سے آج ہوئی یاس
عمر بھر کا چھڑانا ہے برا ، آہ
بے گنہ تو رلاتا ہے مجھے ، ہائے !
دیکھہ ظالم رولانا ہے برا ، آہ

(کف افسوس مل کے)

دل کے بیچ میں آئی میں صد افسوس
آہ بیچ میں آنا ہے برا ، آہ
کیوں دیا دل ، یہ کیا قهر کیا ، ہائے !
اب کھلا دل لگانا ہے برا ، آہ

غم کی آگ میں جلتی ہوں میں افسوس

مثل شمع -----

(آسان کی طرف دیکھہ کے)

----- جلانا ہے برا ، آہ

...
۱- صنف کلام : غزل مسلسل بھر مشاکل و اف مکفوف مقصود -
اور بعض مصروعون مثلاً مصرع اول (مطلع) میں رکن اول سالم سے
لیا ہے ، یعنی قاع لاتن - وزن : فاعلاتن مقاعیل فرعولان - قصید شاعر : اظہار
حالت یاس و غم و مجبوری -

آہ رو بھی نہیں سکتے کہ ہیہات
روئیں کیوں کر زمانہ ہے برا ، آہ

چھٹا سین — وادیٰ نجد مجنوں (خود بخود)

کوئی^۱ نہیں اے دل کہ آس کوچے میں پہنچا دے کبھی
کوئی اگر پہنچا بھی دے تو غیر الہوا دے مجھے
اے دل ! طریق عشق میں کوئی نہیں ہے راہ بر
جاوں کہاں ، ڈھونڈوں کدھر ، رستہ تو بتلا دے مجھے
(آسان کی طرف دیکھ کے)

اے آسان ! دیتا ہے کیوں میری گرفتاری کو طول
زلف دراز یار میں ، اے کاش ! آجھا دھے مجھے
کچھ آس سے حالِ دل کھوں تسلیں ہو دردِ هجر کو
ہاں اے تصور ! یار کی تصویر دکھلا دے مجھے
(نوفل سلطانِ روم کا مع بعض ارائیں دولت کے وارد ہونا)

نوفل

آؤ یہاں دیکھو ادھر ہے کون یہ خستہ جگر
ہے قومِ جن سے یہ کوئی یا ہم سا ہے یہ بھی بشر

۱- صنف کلام : غزل بحر رجز واقف سالم - وزن : مستفعلن مستفعلن
مستفعلن مستفعلن ، دوبار قصد شاعر : براعت استھلال واقعہ آیندہ ، مجنوں
پر حالتِ مجدوبیت کا دوران ہے - ایسی حالت میں (بنا بر مذہبِ اہل اشراک)
قوتِ خائبِ بینی اور پیشین گوئی کا ظہور ہوتا ہے - ایسے امور کا تجربہ
ہوا ہے اور اکثر ہوا ہے - جو لوگ ان امور کے قائل نہیں ہیں
(مثلاً اہلِ مادہ) اس کو اتفاق کے حوالے کرتے ہیں ، لیکن جو اس
بار پار واقع ہوا ہو ، ہم حیران ہیں کہ اس کو ہم (بنا بر استقراء) کسی
قانون فطری کی طرف کیوں نہ منسوب کریں (دیکھو وکتاب "انٹلکچوں
پاورمن" کرومی)

وزیر

واقف ہوں میں اس سے شہا ! ہے یہ تو قیس عامری
لیلیٰ امیرِ نجد کی لڑکی پہ عاشق ہے یہی
دنیا و ما فیها کی کچھ ، شاہا ! نہیں اس کو خبر
تصویرِ یار آٹھوں پھر رکھتا ہے یہ پیش نظر

نوفل

کیا یہ وہی دیوانہ ہے کہتے ہیں سب مجنوں جسے ؟
مدت سے تھی یہ آرزو میں بھی کہیں دیکھوں آئے
اس سے چلو باتیں کریں پوچھیں تو حالِ دردِ غم
دل پر فراق یار میں ، کیا کیا گزرتے ہیں الٰم

وزیر

باتیں کسی سے یہ کبھی کرتا نہیں بے ہوش ہے
ہے وردِ لبِ ذکرِ صنم الفت کا دل میں جوش ہے
نوفل (وزیر سے مخاطب ہو کر)

مجھے کو بھی حسن و عشق کے لاکھوں فسانے یاد ہیں
خوش ہو کے یہ باتیں کرے ، ایسے بھانے یاد ہیں
(مجنوں سے مخاطب ہو کر)

اے' عاشقِ تفتہ جگر ! لیلیٰ کا ہوں میں نامہ پر
یہ مہر یہ ، سرnamہ ہے ، آنکھیں تو کھول اے بے خبر !
لایا ہوں تیرے دردِ دل کی میں دوا ہشیار ہو
لیلیٰ کا پیغامِ زبانی سن ذرا ہشیار ہو

۱- صنف کلام : ابیات (خطابی یا مرقع) بھر و وزن مثل غزل
گزشتہ - قصد شاعر : نوفل پر حالتِ رحم طاری ہوئی - وزیر کو خوشامد
کسی نہ کسی ہمارئے سے منظور ہے - مجنوں کی آشقتہ سری ،
بیتابی شوق ہر صورت سے ظاهر کی گئی ہے -

مجنون

(التجأ اور اضطرار کے لہجے میں)

اے قاصدِ لیلیٰ ترے قدموں په ہو مجنون نشار
ہے گوشِ مشتاقِ سخن ہاں جلد کہہ پیغامِ یار
اے نامہ بُر، اے نامہ بُر! نامہ دے آس دل دار کا
ہاں جلد کہہ ہاں جلد کہہ پیغام کیا ہے یار کا

وزیر

نوقل ہے یہ سلطانِ روم اے بے خبر اے بے ادب!
ہر بار کہتا ہے اسے تو ”نامہ بُر“ اے بے ادب!

مجنون

لیلیٰ کے قاصد سے تو کچھ بڑھ کر نہیں سلطانِ روم
لیلیٰ کے کوچھ سے تو کچھ خوش تر نہیں سامانِ روم
تم کہتے ہو جس کو ادب وہ رسمِ الفت میں نہیں
شہ و گدا میں فرق کچھ عاشق کی ملت میں نہیں
جز آستانِ یار ہم کو سر جھکانا منع ہے
تسلیم اور آداب کیا یاں ہاتھ انہانا منع ہے
ناساز! جب تقدیر ہو سامان سے پھر ہوتا ہے کیا؟
کار جب تدبیر ہو سلطان سے پھر ہوتا ہے کیا؟
جب یار قابو میں نہ ہو ثروت ہوئی تو کیا ہوا!
دل دار پھلو میں نہ ہو دولت ہوئی تو کیا ہوا!

۱۔ مجنون کی گفتگو اگرچہ آزادانہ ہے لیکن حسن طلب ہی
اس سے پایا جاتا ہے۔

وزیر (دهمکے)

باتیں نہ کر اس طرح کی ناحق تو مارا جائے گا
تیغِ عتابِ شاہ سے - - - -

(سر کی طرف اشارہ تلوار سے کر کے)

یہ سر آتا را جائے گا

جنون

کیا خوف ہم کو جان کا خود جان سے مرتے ہیں ہم
ہے موت اپنی زندگی، کب موت سے ڈرتے ہیں ہم
میری بلا کو کیا خبر شاہ و گدا کیا چیز ہے
جز نامہ لیلی یہاں جو چیز ہے ناجیز ہے

نوفل (وزیر پر خفا ہو کے)

کیوں چھیڑتے ہو تم اسے ہے رحم کے قابل یہ شخص
تیغِ جفائے ناز سے ہے آپ ہی بسمل یہ شخص

(جنون سے مخاطب ہو کر)

اے عاشق جان باختہ! چل ساتھ میرے نجد کو
کوشش سے میری کیا عجب نمکن وصال یار ہو
موجود ہوں میں ہر طرح تیری حیات کے لیے
پھلو تھی ہرگز نہ ہوگی، تیری وصلت کے لیے

جنون (کھڑے ہو کر)

شاہا ابھی چلتا ہوں میں گو ناتوان و زار ہوں
تا کوچہ لیلی ابھی چلنے کو میں تیار ہوں
یہ شرط ہاں لیتا ہوں میں پھرنا نہ اپنے قول سے
کچھ مال و زر کے پاس سے جنگ و جدل کے ہول سے

وزیر

اے قیس ! دیوانہ ہے تو بے جا ہے یہ تیرا خیال
 شاہوں سے نقص عہد ہو یہ امر ہے بالکل محال
 تو نے کبھی شاہنشہوں کے بانک پن دیکھئے نہیں
 ہم نے تو اپنی آنکھ سے پیہاں شکن دیکھئے نہیں
 چل اٹھ ہارے ساتھ چل وہ بارگاہ شاہ ہے
 کیا فضلِ حق سے ہے کمی ہو چیز یاں ہم راہ ہے
 چل اٹھ بساطِ خاک سے ، حتم جا ، پوشائک لے
 لیلانی بھی لے ، جاگیر بھی ، اسباب لے ، املاک لے

جنون

چلتا ہوں میں لے جانے پر تم کو اگر اصرار ہے
 ہے یہ تو عین آرزوِ جنون ابھی تیار ہے

ساتوان سین۔ خیمة سلطانی

نوفل (ساقی سے مخاطب ہو کر)

لَا ساقیا شراب کہ فصل بھار ہے
 بنت عنب کے هجر میں دل بے قرار ہے
 وہ جام دے کہ جس میں ہو آضو آفتاب کی
 وہ جام دے کہ جس میں سہک ہو گلاب کی
 وہ جام دے کہ دشت میں سہکرے چمن کی بو
 وہ جام دے کہ نجد میں پھیلے دلہن کی بو

۱۔ صنف کلام : ابیات (خطابی) بھر مضارع واقع اخرب مکفوف
 محدود یا مقصور۔ وزن : مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن دوبار اور جہاں
 مقصور ہے وہاں رکن آخر ڈاعلن ہے۔ قصید شاعر : براعت استقلال -

(قیس کی طرف اشارہ کر کے)

ہاں قیس کو بھی جام پلاتا ضرور ہے
مشرب میں اپنے اس کو ملاتا ضرور ہے

(قیس امیرانہ لباس پہنے ہوئے ہے)

ساقی (قیس کو جام دیتا ہے)

پی آج دست شوق سے ساغر بھرا ہوا
کیا کل کی فکر کل بھی ہے کوثر بھرا ہوا

(قیس کا جام نہ لینا)

قیس (دل میں)

کیا هجر میں شراب پیوں ہائے قهر ہے
آبِ حیات ہو تو مرے حق میں زهر ہے
کُھلتا نہیں کہ خواہش تقدیر کیا ہے اب
ایفائے عہدِ شاہ میں تاخیر کیا ہے اب
(نوفل سے مخاطب ہو کر)

شغلِ شراب سے مجھے فرمائیے معاف
شاہا وہ جام دیجیے جو درد سے ہو صاف
غیشِ مدام ہو جو میسر تو لطف ہے
پہلو میں اپنے ہو جو وہ دلب ہو تو لطف ہے
زاہد کے واسطے تو یہ دنیا میں ہے حرام
اہل ریا کے واسطے عقبی میں ہے حرام
رندوں کو ہے حلال اگر زر نصیب ہو
عاشق کو ہے حلال جو وصلِ حبیب ہو
جب وہ نہ پاس ہو تو مزا کیا شراب میں
دل ہی اداس ہو تو مزا کیا شراب میں

نوفل (قیس سے مخاطب ہو کر)

اے قیس ! خوب یاد دلایا ابھی ابھی
تجھے کو ترے صنم سے ملایا ابھی ابھی
کمہ دو کہ سوئے نجد کوئی چوب دار جائے
عبدالعزیز کو درِ دولت پہ لے کے آئے
چوب دار (عبدالعزیز کو حاضر کر کے)

عبدالعزیز حاضرِ دربار ہے شہا!

عبدالعزیز (بعد آداب و قدم بوسی، دست بستہ)

جو حکم ہو حضور کا لاون اسے بجا

نوفل

(عبدالعزیز کی طرف مخاطب ہو کے اور مجنوں کی طرف اشارہ کر کے)

عبدالعزیز ! کون ہے تیرا یہ نوجوان ؟

عبدالعزیز

فرزند میرے بھائی کا ہے، اے شہِ زمان !

نوفل

بیٹی ہے تیری کوئی کہ لیلی ہے جس کا نام ؟

عبدالعزیز

بیٹی کا میری نام ہے یہ، اے فلک مقام !

نوفل

ہو عقد آج دونوں کا منظور ہے مجھے
تجویز میں ہارے کوئی عذر ہے تجھے ؟

عبدالعزیز

کیا عذر مجھے کو حکم شد نام دار میں
 لیکن نہیں یہ امر مرے اختیار میں
 راضی ہو میری قوم تو حاضر ہوں میں شہا !
 راضی نہ ہو جو قوم تو قاصر ہوں میں شہا !
 نسبت کا یہ معاملہ ہے اے جہاں پناہ !
 عزت کا یہ معاملہ ہے اے جہاں پناہ !
 شاہا ! برسے ہیں قیس کے اطوار کیا کروں
 ہے قوم اس کے نام سے بے زار کیا کروں
 کچھ شاہ و شہریار کو اس میں نہیں ہے دخل
 کچھ جبر و اختیار کو اس میں نہیں ہے دخل
 جز حکم کردگار و شہنشاہ انبیا
 قومِ عرب پہ زور کسی کا نہیں چلا

نوفل

دو پرده کیوں ڈراتا ہے مجھے کو امیر نجد !
 کچھ خوف جان کا نہیں تجھے کو امیر نجد !

عبدالعزیز

جو امر حق ہے کہتا ہوں وہ صاف صاف میں
 دربار شاہ میں نہ کہوں گا خلاف میں ..
 کیا خوف جان کا جسے عزت کا پاس ہو
 کنہیے کی شرم ہو جسے حرمت کا پاس ہو
 میدان میں کسی سے نہ هرگز دبا عرب
 ڈرتا نہیں کسی سے خدا کے سوا عرب

حق کی طرف سے لڑنے کو حاضر ہے ساری قوم
دبئی نہیں کسی سے جہاں میں ہماری قوم
دیکھا ہے جب سے بانک پن اهل جہاد کا
سیکھا ہے قوم نے چلن اهل جہاد کا

نوفل (عبدالعزیز سے)

جو کہنا تھا وہ کہہ چکا تو مانتا نہیں
نوفل ہے اپنے نام کا تو جانتا نہیں
جا کہہ دے اپنی قوم سے ہو مستعد جنگ

(سپہ سلا رے)

کل فوج سوئے نجد بڑھے یاں سے بے درنگ
مہلت ہے ایک رات کی پیراستہ ہو فوج
کل معرکہ ہے نجد میں آراستہ ہو فوج

آٹھواں سین — دیوانِ خاص

وزیر

حکم^۱ بادشہ سے مجھے سخت انتشار ہوا
اج امیر نجد سے کیوں عزم کار زار ہوا
حکم بے درنگ دیا مجھ کو بھی طلب نہ کیا
میرے مشورے کا بھی شاہا نہ انتظار ہوا

نوفل

اے وزیر تجوہ کو مگر کچھ نہیں ہے اس کی خبر
اج امیر نجد سے جو امر رو بہ کار ہوا

۱۔ صنف کلام قطعہ (مرقع) - اس کو غزل نہیں کہہ سکتے
اس لیے کہ غزل وہی ہے جس میں مضمون عشق و تمبا و حسرت
و هجر وغیرہ شامل ہوں - بھر مقتنص واقع مطوى - وزن : فاعلات
مفتعلن فاعلات مفتعلن دوبار -

عقد قیس کو جو کہا ، اس نے کیا جواب دیا
اس طرح کلام کیا مجھ کو ناگوار ہوا

وزیر

نتگ و نام پر تو شہا جان دیتے ہیں یہ عرب
ان معاملوں میں بھلا کس کا اختیار ہوا
آس نے راست راست کہا کیا عتاب کی ہے یہ جا
کیا قصور آس نے کیا کیوں گناہ گار ہوا
جو حضور کی ہو رضا آس میں کیا ہے دخل مرا
گو خلاف رائے مری حکم شہر یار ہوا

(زانو پہ ہاتھ مار کے)

قیس کی خوشی کے لیے جس کو ہے جنوں کا خلل
خون بے گناہ سے کل دشت لالہ زار ہوا

نوقل

اے وزیر میچ تو کہا ، کیوں عبث یہ حکم دیا
کیا کرے گا پیش خدا مفت شرمدار ہوا
خیر جو ہوا سو ہوا ، سر سے ٹال دے یہ بلا
تیرے اس بیان سے مجھے سخت اضطرار ہوا
قیس کا خیال بھی ہے ، مجھ کو انفعاً بھی ہے
عہد استوار ہوا ، سب پہ آشکار ہوا
جب سنیں گے اہل وطن سب کہیں گے عہد شکن
کیا سمجھ کہ میں نے کیا ، کیا مال کار ہوا

نوائ سین — خیمة سلطانی

نوفل

خوش^۱ نظری قیس کی، آج کروں امتحان
کیسی ہے وہ خوش ادا، جس پہ یہ دیتا ہے جان
جس کا یہ دیوانہ ہے، کیسی ہے وہ سیم بر
یا کہ وہ کچھ بھی نہیں، ہے یہ جنون کا اثر
حسن خدا داد پر، میں بھی ہوں دل سے نثار
قیس ہے جس پر فدا، کیسی ہے وہ گل عذار
بھیس بدل کر ابھی، نجد کو جاؤں ذرا
قیس کی معشوقہ کو، دیکھ تو آؤں ذرا

۱- صنف کلام : ابیات بحر منسرح واقع مطوى مكسوف يا موقف - وزن : مفتعلن فاعلن مفتعلن فاعلن دوبار اور جهان موقف ہے وہاں بجائے فاعلن کے فاعلان ہے۔ قصد شاعر : وضع سلاطین زمانہ سلف - نوفل کو اپنے نقص عهد کرنے کا بڑا خیال ہے، جیسا کہ پچھلی نہایت میں ظاہر کیا گیا۔ اب وہ یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ لیلی ایسی ہی حسین ہے جیسا کہ مجنون کے عشق سے ظاہر ہوتا ہے؟ اگر ایسا ہے تو کوئی صورت اس کے حاصل کرنے کی تجویز کی جائے، اور اگر اس کے مثل یا اس سے بہتر حسین بھی دنیا میں یا میرے قبضے میں موجود ہیں تو مجنون کو دیے جائیں اور ظن غالب ہے کہ مجنون راضی ہو جائے۔ نوفل کو کیا معلوم کہ مجنون کا عشق لیلی کے ساتھ مخصوص ہے۔ نوفل مجنون کو مثل اپنے ایک حسن پرست آدمی تصور کرتا ہے لیکن نوفل اور مجنون کی حسن پرستی میں بڑا فرق ہے۔ مجنون کا عشق ایک خاص حسن کے ساتھ ہے اور نوفل عام حسن کو دوست رکھتا ہے۔ مجنون کا عشق به طور "مونومانیا" کے ہے، خدا اس مرض سے بچائے۔

دسوائ سین — کوچہ و بازار

(محل سرائے عبدالعزیز کے سامنے)

اعرابی

(صدائے قیر)

رحم^۱ کرو اے نجد کے لوگو
اس کا بڑا پہل پاؤ گے بابا

آج جو دو گے راه خدا میں
حشر کے دن کل پاؤ گے بابا

(در عبدالعزیز پر سوال)

در په تمہارے آیا ہے بابا
اک . اعرابی مرد مسافر

کل سے نہیں کچھ کھایا ہے بابا
دیر سے ہے دروازے پہ حاضر

آواز مادو لیلی (اندر سے)

شہ سے ہے در پیش لڑائی
بھیک دے اس کو لیلی پیاری

کہنا دعا دے اے پردیسی !
جنگ میں ہو کل فتح ہاری

لیلی (باہر دروازے پر)

۱- صنف کلام : قطعات بھر متقارب واقی اثرم ، اخرم مقصود و مقبوض
وزن : فعلن فعلن فعلن فعلن قصد شاعر : اظہار عزم اہل نجد بنا بر جنگ
جو نوبل سے در پیش ہے ، لیلی کا خیال نسبت اس جنگ کے -